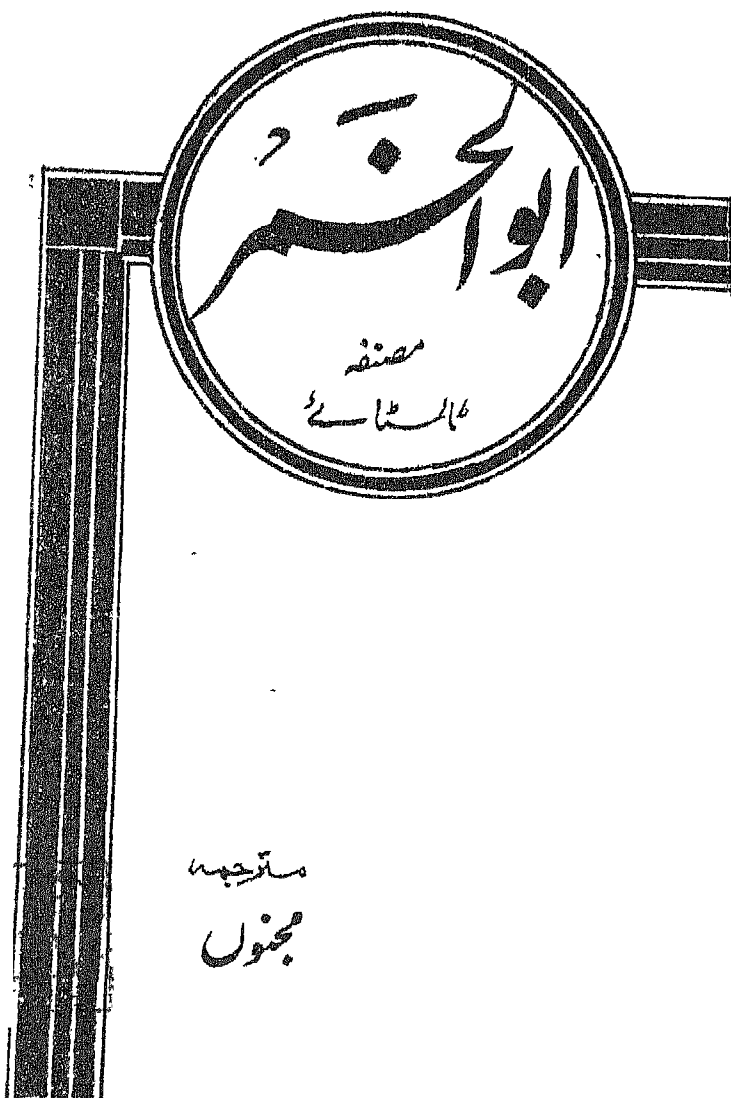


مترجمہ

مجنوں

ابوالخمر

یا

پہلا کلوار

ٹالسٹائی کی ایک مشہور اخلاقی تمثیل کا ترجمہ

مترجمہ

پروفیسر احمد صدیق مجنوں گورکھپوری - ایم اے

مقام اشاعت :- انوار بک ڈپو لکھنؤ

باہتمام توسل حسین

قیمت — مطبوعہ یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ — ۶/

انتساب

"عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد"　　"من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را"

میں اپنی مختصر سی کوشش کو اپنے محبوب دوست اور عزیز سید امتیاز احمد اشرفی (مرحوم) کے نام معنون کرتا ہوں جو میرے دوستوں میں سب سے زیادہ معصوم اور بے لوث طبیعت رکھتے تھے۔ اور جن کی موت نے میری زندگی میں ایک ایسی خلا پیدا کر دی ہے جس کو کسی طرح بھرا نہیں جا سکتا۔ میں نے تمثیل انھیں کی تحریک سے ترجمہ کی تھی۔ مرحوم سنہ ۱۹۳۰ء میں نمک کی شورش کے سلسلہ میں کانگریس کی طرف سے جیل گئے۔ چند ہی ہفتوں میں انکو دق ہوا اور میعاد سے بہت پہلے رہا کر دیے گئے۔ رہائی کے کچھ ہی دنوں بعد وہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

"بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن"　　"خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را"

مجنوں

دیباچہ

ٹالسٹائی کا نام اب دنیا کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے۔ وہ ان ہستیوں میں سے ہے جو کئی پہلوؤں سے دنیا کو متاثر کرتے ہیں اور انسانی زندگی کا رخ متعین کرتے ہیں۔ اس روسی رشی کو دنیا بھر نے ایک تاریخی قوت مان لیا ہے۔ مہذب دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں جو ٹالسٹائی کے اثر سے خالی رہ گیا ہو۔ ہندوستان میں گاندھی جی کی تحریک عدم تشدد اور یورپ اور امریکہ میں تحریک امن کی روز افزوں ترقی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ٹالسٹائی ہماری زندگی پر اب تک اپنا اثر ڈال رہا ہے۔ یقین کے ساتھ یہ دعوے نہیں کیا جا سکتا کہ ہر جگہ، ہر وقت اور ہر حال میں یہ ٹالسٹائیت صحت بخش اثر ثابت ہوئی ہے تاہم مجموعی تبصرہ کرتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا کی نئی تعمیر میں ٹالسٹائی نے جو حصہ لیا ہے اور انسانیت کی تہذیب و تحسین میں اس کا اثر جس قدر کارفرما رہا ہے دنیا کی تاریخ اس کا ہمیشہ اعتراف کرتی رہے گی۔ اس کا اپنا وطن روس اس وقت اس منزل سے بہت آگے نکل گیا ہے جہاں ٹالسٹائی اس کو پہنچانا چاہتا تھا لیکن روس

طالسطائی کے خدمات کو کبھی بھول نہیں سکتا۔ موجودہ انقلاب اور اشتراکیت کی بنیاد روس میں طالسطائی ہی کے ہاتھوں پڑی تھی۔

اس چھوٹے سے دیباچہ میں اس کی نہ گنجائش ہے اور نہ ضرورت کہ طالسطائی کی زندگی اور کتابات پر مجموعی یا مفصل تبصرہ کیا جائے۔ اتنا ذہن میں رکھنا کافی ہوگا کہ وہ بیک وقت ادیب، معلم اخلاق، مصلح معاشرت، علمبردار انسانیت، وطن پرست غرضکہ وہ سب کچھ تھا جو ایک انسان ہو سکتا ہے۔ وہ اتنی مختلف حیثیتوں کا مالک تھا کہ معلوم ہوتا تھا وہ کوئی ایک انسان نہیں ہے بلکہ تمام بنی نوع انسان کا نچوڑ ہے۔ زندگی کے مختلف اہم مسائل پر روشنی ڈالنے اور ان کو ہر خاص و عام کے لیے واضح کر دینے کی جس انہماک اور جس خلوص کے ساتھ طالسطائی نے کوشش کی ہے اس کی دوسری مثال مشکل سے ملے گی۔

طالسطائی کی جس حیثیت کو ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں بے چون و چرا تسلیم کیا جائیگا وہ صناع کی حیثیت ہے۔ اور صناعی میں بھی فسانہ نگاری اس کا خاص ملکہ ہے۔ دنیا طالسطائی کو ہر حیثیت سے بھول سکتی ہے لیکن فسانہ نگار کی حیثیت سے وہ نہ صرف ہمیشہ یاد کیا جائیگا بلکہ ہمیشہ زندہ رہیگا۔ یوں تو طالسطائی نے بہت کچھ لکھا ہے۔ فنون لطیفہ پر مقالے بھی لکھے ہیں، تمثیلیں بھی لکھی ہیں۔ اخلاقی حکایتیں بھی لکھی ہیں۔ ملکی اور وقتی مسائل پر دو ایک مضامین بھی لکھے ہیں۔ لیکن اسکے افسانوں کے آگے اسکے اور کارناموں کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔

طالسطائی کے تصنیفات کا غور سے مطالعہ کیجئے تو اس کے اندر دو رنگین ایک ہی وقت میں حرکت کرتی ہوئی نظر آتی ہیں جن کے درمیان بعض وقت سخت منافقت پیدا

ہو جاتی ہے اور مصنف "اور کچھ اور کہتی ہے حیا کچھ اور کہتی ہے" کی کشاکش میں گرفتار معلوم ہوتا ہے۔ ان میں ایک خاص جمالیاتی رنگ ہے اور دوسری اخلاقی۔ طالسطائی فطرتاً صناع تھا اور وہ ہونا چاہتا تھا بیک وقت صناع اور معلم اخلاق۔ اس تناقض کا سبب وہ جذباتی مرکبات یا دبے ہوئے میلانات (Complexes) ہیں جن کی دنیا کی اکثر بڑی ہستیاں شکار رہی ہیں۔ طالسطائی نے نہایت عصبی مزاج پایا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑی کم عمر میں خود اپنے نفس کا مطالعہ کرنے لگا اور اپنی طبیعت کے متضاد میلانات سے گھبرانے لگا۔ اس کی طبیعت کا میلان ایک طرف تو مذہب اور اخلاق کی طرف تھا۔ دوسری طرف جیسا کہ عصبی مزاجوں کا قاعدہ ہے وہ جنسی اور معاشرتی بے عنوانیوں کا شکار رہتا تھا۔ اس نے اپنے روزنامچوں میں ان متضاد میلانات کا مبالغہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ بہرحال اس کا ضمیر نہایت سخت گیر واقع ہوا تھا۔ اور وہ باوجود اپنی بے ضابطہ اور غلط کار زندگی کے ہر وقت گناہ اور شرم کے احساسات سے بھی مغلوب رہتا تھا۔ اس کی زندگی کے بعض واقعات کی اہمیت کو اس کے سیرت نگاروں نے کماحقہ تسلیم نہیں کیا ہے یوں تو اس کی ساری زندگی سانحات سے بھری نظر آئے گی لیکن دو تین سانحے ایسے ہیں جو اس قابل ہیں کہ ان کو ہمیشہ نظر میں رکھا جائے۔ ایک تو یہ کہ جب اس کی عمر پانچ یا چھ سال کی تھی اس کی ایک لڑکی سے شدید محبت ہو گئی جو عمر میں اس سے کئی سال بڑی تھی۔ ایک دن رشک و رقابت کے جذبہ سے مغلوب ہو کر اس نے ڈھکیل دیا اور وہ عرصہ تک لنگڑی رہی۔ بعد کو طالسطائی نے جس عورت سے شادی کی اور جس کے ساتھ وہ کبھی ہموار اور خوشگوار گھریلو زندگی نہ بسر کر سکا۔ وہ اسی عورت کی بیٹی تھی۔ دوسرا واقعہ جو قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ آٹھ سال کی عمر میں ایک دن یکایک

اس کے دماغ میں یہ ہوا سمائی کہ وہ اُڑ سکتا ہے۔ اپنی اس خیالی سکت کو اس نے آزمانا
چاہا اور کوٹھے سے کود پڑا جس سے اسکے دماغ کو صدمہ پہونچا ایسا صدمہ جس کو طبی
اصطلاح میں ضغطۂ دماغ (Concuosion of The Brain)
کہتے ہیں۔ اس صدمہ کی اگرچہ کوئی ظاہری علامت باقی نہیں رہی لیکن میرا خیال ہے
کہ یہ حادثہ طالسطائی کے نازک نظام عصبی پر مستقل اثر چھوڑ گیا۔ تیسرا واقعہ اس کی جوانی
کا ہے اس نے اپنی جوانی میں دو عورتوں کو اپنی نفسانیت کا شکار بنایا جن کی یاد اسکے
دل میں ہمیشہ چٹکیاں لیتی رہی۔ ان میں سے ایک تو کسی کسان کی لڑکی تھی لیکن
دوسری لڑکی اسکے گھر میں ملازم تھی۔ طالسطائی نے اپنی مشہور ناول "رستخیز"
(Resurrection) میں اسی معصوم اور برباد شدہ
لڑکی کو ہیروئن بنایا ہے۔ اور اس کا نام کٹوشا (Katusha) رکھا ہے۔
یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے واقعات نے طالسطائی کے حساس ضمیر کو اور
بھی حساس اور نازک بنا دیا تھا۔

طالسطائی جمالیات کو اخلاقیات سے الگ کرکے کوئی اہمیت نہ دیتا تھا۔ اسکی
کوئی تصنیف خواہ افسانہ ہو یا کچھ اور ایسی نہیں جو غایتی میلان Purpose
دونوں [illegible] سے خالی ہو۔ اس کے سب سے مشہور ناول چار ہیں۔
"جنگ و صلح" War and Peace "اینا کرینینا" Anna Karenina
"کریوتزر سانیٹا" Kreutzer Sonata اور "رستخیز"
Resurraction اور یہ چاروں دنیا کے بہترین ناولوں میں شمار

کیے گئے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہیں جس میں کوئی مخصوص اخلاقی یا معاشرتی پیغام نہ ہو۔ بعض وقت تو یہ پیغام اس قدر نمایاں ہو جاتا ہے کہ کھلنے لگتا ہے۔ "رستخیز" (Resurrection) میں بھی ایک ایسا نقص ہے جسے اسکو اتنا بڑا ادبی شاہکار نہیں ہونے دیا جتنا کہ وہ ہو سکتا تھا۔ اگر طالسطائی اپنی اخلاقی تعلیم کو تھوڑی دیر کے لیے بھول جاتا تو یہ ناول یقیناً دنیا کا بہت بڑا ناول ہوتا۔ یہ نقاد کی رائے ہے۔ اسی اخلاقی غلبہ کی وجہ سے افسانہ کا ہیرو شاہزادہ نخلیودوف ایک آلۂ خود رواں (Automaton) ہو کر رہ گیا ہے۔ مختصر یہ کہ طالسطائی کی شخصیت میں یہ اخلاقی عنصر جو عموماً اس پر غالب رہتا تھا اس کے ادبی راستے میں اکثر قباحتیں پیدا کر دیتا تھا۔

طالسطائی نے کچھ تمثیلیں (ڈرامے) بھی لکھے ہیں جو ایک مجموعہ کی شکل میں شائع ہو چکی ہیں۔ طالسطائی طبعاً افسانہ نگار تھا لیکن ان تمثیلوں میں بھی اس نے کافی استادانہ مہارت دکھائی ہے۔ اگرچہ ان کو وہ مرتبہ کبھی نہیں دیا جاسکتا جو اس کے افسانوں اور ناولوں کو حاصل ہے۔

طالسطائی کی بیشتر حکایتوں کی طرح اس کی تمثیلیں بھی اخلاقی اور اصلاحی ہیں۔ اور زیادہ تر کسانوں کی زندگی سے متعلق ہیں۔ انھیں میں سے ایک کا ترجمہ ہے جس کا عنوان (The First Distiller) (پہلا کلوار) ہے اور جس میں شراب کی شیطانی اہمیت ذہن نشین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ پہلے طالسطائی نے اسی موضوع پر ایک حکایت لکھی تھی جس کا عنوان پیٹ اور روٹی کا

کرتا ہے اور جو اس کی تئیس حکایتوں میں شامل ہے۔ بعد کو اسی حکایت سے اُسے
یہ تمثیل بنائی۔ طالسطائی کی یہ تمثیل اس کی تمام تمثیلوں سے زیادہ مشہور و مقبول ہے۔
شاید ہی کوئی ملک یا کوئی زبان ایسی ہو جو اس سے آشنا نہ ہو چکی ہو۔ میں نے اس کو
ہندوستانی معاشرت سے اس قدر قریب پایا کہ اردو میں اس کا ترجمہ کئے بغیر نہ رہ سکا۔
ترجمہ کرتے وقت میں نے اس بات کا کافی لحاظ رکھا ہے کہ اصل سے لفظ بہ لفظ مطابق ہو
لیکن اپنے پڑھنے والوں کا تقاضن کرات کا جو اردو پڑھ سکتے ہیں اندازہ کرتے ہوئے کہیں
کہیں تخفیف جسارت سے بھی کام لیا ہے جو اتنی اہم نہیں کہ اس کا ذکر کیا جائے۔
سب سے پہلے یہ ترجمہ "نگار" بابت دسمبر ۱۹۲۶ء میں شائع ہوا تھا۔

مجنوں گورکھپوری

امام باڑہ
گورکھپور
۲۰ جولائی ۱۹۲۹ء

افراد

ایک کسان — گاؤں کے چار چودھری

اُس کی بیوی — عورتیں۔ بڈھی عورتیں، لڑکیاں، لڑکے

اُس کی ماں — شیطانوں کا سرخیل

اُس کا دادا — اُس کا منشی

اُس کی خوردسال لڑکی — ایک "بانکا پریت"

ایک ہمسایہ — دیگر پریت

خدام اور دربان

۱

پہلا باب

کسان :-

(ہل چلاتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھتا ہے) دوپہر ہوگئی - ہل کھول دینے کا وقت آگیا - چل! بیچارے بے زبان جانور! معلوم ہوتا ہے تھک گیا ہے - اچھا ایک چکر اور یہ آخری نالی ختم کرکے کھانے کا وقت ہوجائے گا - اچھا ہوا کہ میں روٹی کا ٹکڑا ساتھ لیتا آیا تھا - اب گھر جانا نہیں پڑے گا - یہیں کنوئیں پر بیٹھ کر کھا لوں گا اس وقت تک یہ بیچاری گھاس چرے گا اس کے بعد انشاء اللہ پھر کام شروع ہوگا اور جوتائی کا کام تھوڑے وقت سے ختم ہو جائے گا -

(پریت داخل ہوتا ہے اور جھاڑی میں چھپ جاتا ہے)

پریت :-

دیکھو یہ بھی عجیب آدمی ہے - ہر وقت خدا ہی کو یاد کرتا رہتا ہے - اچھا ٹھہرو ابھی تھوڑی دیر میں تم شیطان کو یاد کرنے لگو گے، میں روٹی کا ٹکڑا چرا کر لے جاتا ہوں - جب وہ اس کو نہ پائے گا تو ——— ڈھونڈنا شروع کرے گا اور بھوک سے بیتاب ہو کر

خواہ مخواہ قسم کھائے گا اور شیطان کا نام لے گا۔

(روٹی کا ٹکڑا لے جاتا ہے اور جھاڑی کے پیچھے بیٹھ کر کسان کا انتظار کرتا ہے)

کسان :-

(گھوڑے کو کھول دیتا ہے) خدا کا شکر ہے (گھوڑے کو کھول کر جہاں اس کا کپڑا رکھا ہوا ہے اس طرف آتا ہے) میں بہت بھوکا ہوا ہوں۔ میری بیوی نے بڑا ٹکڑا کاٹ کر ساتھ کر دیا ہے میں کہیں سب نہ کھا جاؤں (کپڑے کے قریب آ کر) ہیں! کیا ہو گیا! شاید کپڑے کے نیچے رکھ دیا ہے (کپڑے کو اٹھا کر) نہیں یہاں کچھ نہیں ہے! آخر کیا ہوا! (کپڑے کو جھاڑتا ہے)

چھوٹا شیطان :-

(جھاڑی کے پیچھے سے) ڈھونڈو، خوب ڈھونڈو! یہاں میں اسکو پوری حفاظت سے رکھے ہوئے ہوں (روٹی پر بیٹھ جاتا ہے)

کسان :-

(ہل کو ہلاتا ہے اور اپنے کپڑے کو پھر جھاڑتا ہے) بڑے تعجب کی بات ہے یہاں کوئی آیا نہیں مگر روٹی کا ٹکڑا غائب ہو گیا اگر چڑیوں نے اس کو کھایا ہوتا تو کچھ ٹکڑے ضرور بچ جاتے لیکن ایک ذرہ بھی نہیں بچا۔ یہاں کوئی تھا نہیں۔ لیکن۔ روٹی کو کوئی ضرور لے گیا ہو گا!

چھوٹا شیطان :-

(اسفکر جھانکتا ہے) اب وہ شیطان کو یاد کرے گا۔

۳

کسان :- معلوم ہوتا ہے اسکا کوئی علاج نہیں۔ خیر کچھ ہرج نہیں میں بھوک سے مر نہیں جاؤں گا۔ اگر میری روٹی کا ٹکڑا کوئی لے گیا تو لے جانے دو۔ خدا کرے اس کے کھانے سے لیجانے والے کا کچھ بھلا ہو جائے۔

پریت :-

(تھوکتا ہے) کمبخت کسان! بجائے بددعا دینے کے کہتا ہے "خدا کرے لے جانے والے کا بھلا ہو"۔ ایسے آدمی کے ساتھ کوئی کیا کر سکتا ہے؟

(کسان زمین پر لیٹ جاتا ہے اور خدا کا نام لے کر جمائی لیتا ہوا سو جاتا ہے)

پریت :-

(جھاڑی سے نکل کر) سرخیل کے لیئے باتیں کرنا بہت آسان ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم جہنم میں کسانوں کی کافی تعداد نہیں لاتے دیکھو تو تاجروں، شرفا اور ہر قسم کے لوگوں کی کتنی بڑی تعداد روزانہ یہاں جمع ہوتی رہتی ہے لیکن کسان کتنے کم ہیں! اب اس شخص پہ کوئی کیسے قابو پا سکتا ہے۔ اس کو قبضہ میں لانے کی کوئی تدبیر نہیں معلوم ہوتی۔ اسکے پاس روٹی کا صرف ایک ٹکڑا تھا جسکو میں نے چرا لیا۔ اس پر بھی اس نے بددعائیں نہیں دیں اور شیطان (یا ان) کا نام نہیں لیا۔ اب اس سے زیادہ کیا کر سکتا ہوں۔ میری تو عقل کام نہیں کرتی کہ کیا تدبیر اختیار کروں اب جا کر ساری روداد سنا دیتا ہوں۔

(غائب ہو جاتا ہے)

دوسرا باب

(جہنم۔ شیطانوں کا سرخیل سب سے اونچی نشست پر بیٹھا ہوا ہے اس سے نیچے اس کا منشی میز پر لکھنے کا سامان لیئے ہوئے بیٹھا ہے اِدھر اُدھر خدام کھڑے ہیں داہنی طرف مختلف صورت کے پانچ پریت کھڑے ہیں۔ بائیں طرف دروازہ کے قریب دربان ہے سرخیل کے سامنے ایک بانکا پریت کھڑا ہے)

بانکا پریت:-
تین سال میں کل تعداد ۲۲۰۰۰۵ آدمیوں تک پہنچی ہے اور اب وہ سب کے سب میرے اختیار میں ہیں۔

سرخیل:-
بہت اچھا۔ تمہارا شکریہ۔ آگے بڑھو۔

(بانکا پریت۔ داہنی جانب ہٹ جاتا ہے)

سرخیل:-
(منشی سے) میں تھک گیا ہوں۔ ابھی کچھ اور کام باقی ہیں؟ کس کی کس کی سرگذشت

ختم ہو چکی ہے اور کس کی کس کی باقی ہے؟

منشی :-

(انگلیوں پر شمار کرتے ہوئے پریتوں کی طرف اشارہ کرتا جاتا ہے جب پریت کا وہ نام لیتا ہے وہ پریت ادب سے جھک جاتا ہے) "شرفا کے پریت[1]" کا حساب ہو چکا اُس نے کل ۱۸۳۶ آدمی گرفتار کئے۔ "تاجروں کے پریت" نے ۹۶۲۳ آدمی حاضر کئے۔ "حاکموں کے پریت" کی فہرست میں ۳۲۴۳ قیدی ہیں۔ "عورتوں کے پریت" کا حساب بھی ہو چکا ہے ۸۶۳۱۵ بیاہی عورتیں اور ۳۸۴۳۱۷ کنواریاں صرف وکیلوں کے پریت اور کسانوں کے پریت کے حساب باقی رہ گئے ہیں۔ فہرست میں کل ۲۲۰۰۰۵ نفوس ہیں۔

سرشیل :-

بہتر ہے آج ہی تمام کارروائی ختم کر دی جائے دربان ہو باقی پریتوں کو حاضر کرو۔

(وکیلوں کا پریت داخل ہوتا ہے اور آداب بجا لاتا ہے)

سرشیل :-

کہو۔ تمہارا کیا حال ہے؟

وکیلوں کا پریت :-

(ہنستے ہوئے اور اپنی ہتھیلیوں کو ملتے ہوئے) مجھے اپنے کام میں خوب کامیابی ہوئی تخلیق کائنات کے دن سے لیکر اب تک مجھے یاد نہیں کہ کبھی ایسی غارت گری ہوئی ہو۔

سرشیل :-

کیوں۔ کیا تم نے بے شمار آدمیوں کو گرفتار کیا ہے؟

---

[1] یعنی وہ شیطان جو شرفا پر مسلط رہتا ہے ۱۲

وکیلوں کا پریت :-

تعداد تو کچھ ایسی زیادہ نہیں۔ صرف ۲۵۰ آدمی ہیں لیکن سب کے سب ایسے بے مثل ہیں کہ کیا عرض کروں۔ وہ ایسے انسان ہیں کہ ہم پریتوں کو بھی مات کر دیں۔ یہ لوگوں کو ہم سے زیادہ آسانی کے ساتھ بہکا سکتے ہیں۔ انہوں نے ایک نیا طریقہ رائج کر دیا ہے؟

سرخیل :-

وہ کیا؟

وکیلوں کا پریت :-

پہلے تو وکیل منصفوں کے سامنے حاضر رہتے تھے اور وہیں لوگوں کو دھوکے دیتے تھے۔ اب میں نے ایسا انتظام کیا ہے کہ وہ منصفوں سے علیحدہ ہو کر ٹرسٹ کے طور پر بھی معاملہ کر سکتے ہیں۔ جو ان کو سب سے زیادہ معاوضہ دے گا اسی کا کام وہ کریں گے اور اس معاملہ میں وہ ایسی بحث کریں گے کہ جہاں کوئی مقدمہ نہ ہوگا وہاں خود ایک مقدمہ پیدا کریں گے۔ وہ اوچھے کام جس طرح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں ہم لوگ نہیں کر سکتے۔

سرخیل :-

بہت خوب۔ میں ان آدمیوں کا خود معائنہ کروں گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔

(وکیلوں کا پریت داہنی جانب چلا جاتا ہے)

سرخیل :-

(دربان سے) اب دوسرے پریت کو بھی حاضر کرو۔

(ساہوکار کا پریت روئی کا ٹکڑا لیے ہوئے داخل ہوتا ہے اور زمین بوس ہوتا ہے)

کسانوں کا پرہیت :-

میں اب اس طرح زندگی نہیں گزار سکتا مجھے کوئی دوسری خدمت عطا ہو -

سرخیل :-

دوسری خدمت کون سی ؟ یہ کیا بک رہے ہو ؟ اٹھو اور ہوش کے ساتھ باتیں کرو - اپنا حساب دکھاؤ - اس ہفتہ میں تم نے کتنے کسان گرفتار کئے ہیں ؟

کسانوں کا پرہیت :-

(روکر) ایک بھی نہیں !

سرخیل !-

کیا ؟ ایک بھی نہیں ؟ کیا مطلب ہے ؟ اب تک تم کرتے کیا رہے ؟ کہاں سیر کرتے رہے ؟

کسان کا پرہیت :-

(گڑگڑاتے ہوئے) میں سیر نہیں کر رہا تھا - میں اس وقت تک اپنے تمام اعصاب کی قوت کے ساتھ کوشش کرتا رہا - مگر میرا کچھ بس نہیں چلتا - ابھی ابھی میں نے ایک کسان کی روٹی کا آخری ٹکڑا اس کی موجودگی میں چرا لیا اور اس کو دیکھئے بجائے اس کے کہ مجھے کوستا کہتا ہے خدا میرا بھلا کرے -

سرخیل :-

کیا ؟ ...... کیا ؟ .... کیا بڑبڑا رہے ہو - ناک صاف کرکے ذرا حواس کے ساتھ باتیں کرو - تمہاری باتیں کسی کی سمجھ میں نہیں آرہی ہیں -

کسانوں کا پریت :- ابھی ایک کسان ہل چلا رہا تھا میں خوب جانتا تھا کہ وہ اپنے ساتھ روٹی کا صرف ایک ٹکڑا لایا تھا اور اسکے سوا کھانے کیلئے اسکے پاس کوئی اور چیز نہ تھی میں نے وہ روٹی کا ٹکڑا اچرالیا اسکو چاہیے تھا کہ بد دعائیں دے لیکن اسنے کیا کیا؟ کہتا ہے "جو کوئی روٹی کا ٹکڑا لے گیا اسی کو کھانے دو اور خدا کرے اس کا کچھ بھلا ہو جائے" میں اسی ٹکڑے کو اپنے ساتھ لیتا آیا ہوں - دیکھئے یہ ہے -

سرخیل :-

مگر دوسرے کسانوں کو کیا ہوا -

کسانوں کا پریت :-

خیر - سب کے سب ایک ہی طرح کے ہیں - میں ان میں سے ایک کو بھی قبضہ میں نہیں لا سکا -

سرخیل :-

تم خالی ہاتھ میرے سامنے آنے کی جراءت کیسے کر سکے؟ اور اس پہ طرہ یہ کہ سڑی ہوئی روٹی کا ایک ٹکڑا بھی لے آئے کیا میرے ساتھ کھیل کرنا چاہتے ہو؟ کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ جہنم میں رہکر بیکاری کی روٹی کھاؤں؟ اور سب مشقت کرتے ہیں اور پوری کوشش کرتے ہیں - (پریتوں کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو ان میں سے کوئی ۱۰۰۰۰ کوئی ۱۲۰۰۰ اور بعض ۳۰۰۰۰ نفوس لے کر حاضر ہوئے ہیں اور تم خالی ہاتھ آتے ہو اور ایک روٹی کا ٹکڑا لاتے ہو اور قصے گڑھنے لگتے ہو - تم صرف باتیں بنانا جانتے ہو اور کوئی کام نہیں کرتے - یہی وجہ ہے کہ تم کو کوئی کسان نہیں ملا - اچھا صبر کرو - میں ابھی تم کو وہ ایک سبق دوں گا -

کسانوں کا پربت :-

قبل اس کے کہ آپ مجھے سزا دیں جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس کو سن لیجیے دوسرے پربتوں کے کام بہت آسان ہیں۔ ان کو شرفا تاجروں اور عورتوں سے سابقہ ہے۔ ان سب کے راستے بہت آسان ہیں۔ شرفا کو اعزاز یا جاگیر کا لالچ دیدیجیے اور پھر انکو جہاں چاہیئے لیجائیے۔ تاجروں کا بھی یہی حال ہے۔ ان کو کچھ نقد دکھا کر ان کی حرص بڑھا دیجیے پھر ناک پکڑ کر جس طرف دل چاہے ان کو لیجائیے۔ عورتوں کو بھی ملبوسات اور لذائذ مہیا کر دیجیے اور ان کے ساتھ جو سلوک کر لیجیے مگر کسان کے معاملہ میں بڑی دقتیں پیش آتی ہیں۔ وہ صبح سے رات تک کام میں مشغول رہتے ہیں اور بغیر خدا کا نام لیئے ہوئے کوئی شروع نہیں کرتے۔ پھر بتائیے کوئی ان پر کس طرح قابو پا سکتا ہے؟ خداوند مجھے اس خدمت سے ہٹا دیا جائے میں کسانوں سے تنگ ہو گیا ہوں اور اس معاملہ میں آپکو خوش بھی نہیں رکھ سکا۔

سرخیل :-

یہ سب لغو باتیں ہیں۔ تم کاہل ہو۔ بیکار دوسروں کے تذکرے نہ کرو انھوں نے شرفا، تجار اور عورتوں کو گرفتار کیا ہے صرف اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کون سی تدبیر اختیار کی جائے۔ وہ ان کے لیئے نئے نئے جال ایجاد کرتے رہے۔ "وکیلوں کے پربت" کو دیکھو اس نے بالکل ایک نرالی تدبیر ایجاد کی ہے تم کو بھی کوئی صورت نکالنی چاہیئے۔ تم نے روٹی کا ایک ٹکڑا چرا لیا اور اس پر اتراتے ہو۔ کیا انوکھا کام کیا ہے! ان کے چاروں طرف جال پھیلاؤ۔ پھر کوئی نہ کوئی کسان گرفتار ہی ہو جائے گا لیکن بیکار ادھر ادھر تضیع اوقات کرنے سے اور انکو آزاد چھوڑ دینے سے

تمہارے کرا ان) زور پکڑتے جاتے ہیں ان کو اپنی روٹی کے آخری ٹکڑے کی پروا نہیں رہی۔ اگر ان کی یہی روش رہی اور اگر انھوں نے اپنی عورتوں کو بھی یہی تعلیم دی تو وہ ہمارے اختیار سے بہت جلد باہر ہو جائیں گے۔ کوئی تدبیر سوچو اور جس طرح ہو سکے اپنے کو اس مشکل سے جلد نکالو۔

کسانوں کا پریت :۔

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ مجھے رخصت دیجئے میں اب اس کی تاب نہیں لا سکتا۔

سرخیل :۔

(غضبناک ہو کر) اس کی تاب نہیں لا سکتے! تم نے سمجھا کیا ہے؟ کیا تمہارا کام اب میں کروں؟

کسانوں کا پریت :۔

میں کچھ نہیں کر سکتا!

سرخیل :۔

کچھ نہیں کر سکتے؟ اچھا ذرا ٹھیرو۔ کوئی ہے! کوڑے لاؤ اور اس کو مارو۔

(خدام پریت کو پکڑ کر کوڑے مارتے ہیں)

کسانوں کا پریت :۔

اُف! اُف! اُف!!

سرخیل :۔

بولو کوئی تدبیر سوجھی۔

کسانوں کا پریت :- اف! اف! مجھ سے نہیں ہو سکتا!

سرخیل :-

اور کوڑے لگاؤ (کوڑے لگائے جاتے ہیں) اب کچھ سوچا؟

کسانوں کا پریت :-

ہاں! ہاں! سوچا!

سرخیل :-

بتاؤ کیا سوچا۔

کسانوں کا پریت :-

میں نے ایک تدبیر نکالی ہے جس سے سب کسان میرے قبضہ میں آجائیں گے لیکن آپ مجھے اس کسان کے ہاں مزدوری کرنے کی اجازت دیجئے لیکن میں ابھی آپ کو مفصل تدبیر نہیں بتا سکتا۔

سرخیل :-

بہتر ہے لیکن یاد رکھو اگر تین سال کے اندر تم نے اس مٹی کے ٹکڑے کا کفارہ نہ دیا تو میں زندہ تمہاری کھال کھنچوا لوں گا۔

کسانوں کا پریت :-

تین سال میں سب میرے حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔

سرخیل :-

اچھا تین سال گزرنے کے بعد میں خود آکر معائنہ کروں گا۔

تیسرا باب

(ایک کھلیان :- غلہ سے لدی ہوئی گاڑیاں - پریت - مزدور کے لباس میں گاڑیوں سے غلہ اتار رہا ہے اور کسان تول تول کر لے جاتا ہے)

مزدور :-
سات !

کسان :-
کتنے من[1] ہوئے ؟

مزدور :-
(دیوار پر جو نشان لگے ہوئے ہیں ان کو گنتا ہے) ۴۲ من اور یہ سات سیر۔

کسان :-
سب ایک ہی جگہ نہیں رکھا جا سکتا۔ جگہ بالکل بھر گئی ہے۔

---

[1] وزن روسی تھا۔ مترجم نے ہندوستانی وزن رکھ دیا ۱۲

مزدور :- اناج کو اچھی طرح پھیلا دو

کسان :-

ہاں اب یہی کروں گا۔

(اپنا پیمانہ لیئے ہوئے جاتا ہے)

مزدور :-

(تنہا ٹوپی اتار دیتا ہے۔ اس کی سینگیں نظر آنے لگتی ہیں) اب وہ دیر میں آئیگا میں ذرا اپنی سینگوں کو ہوا دے لوں۔ (سینگیں نمایاں ہو جاتی ہیں) اور لاؤ جوتے بھی اتار دوں۔ اس کے سامنے یہ سب نہیں کر سکتا۔ (جوتے اتار دیتا ہے اس کے سُم دکھائی دیتے ہیں زمین پر بیٹھ جاتا ہے) تیسرا برس جا رہا ہے۔ بازپرس کا وقت قریب ہے۔ اب غلہ اتنا ہو گیا ہے کہ رکھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ اب کسان کو صرف ایک بات سکھانی رہ گئی ہے اور پھر سرخیل آکر معائنہ کر سکتا ہے اس وقت میرا کام دیکھنے کے قابل ہوگا۔ روٹی کے ٹکڑے والا گناہ معاف ہو جائے گا۔

(ہمسایہ آتا دکھائی دیتا ہے۔ مزدور اپنے سینگ اور سم چھپا لیتا ہے)

ہمسایہ :-

سلام۔

مزدور :-

سلام۔

ہمسایہ :-

تمہارا مالک کہاں گیا ؟

مزدور :-

غلہ کو پھیلا دیا گیا ہے اس لیئے کہ کافی جگہ نہیں ہے ۔

ہمسایہ :-

یا اللہ! تمہارے مالک کی قسمت بھی کیسی چمکی ہے ! ۔ اب اناج رکھنے کی جگہ نہیں ملتی! دو سال سے تمہارے مالک کی فصلیں جیسی ہو رہی ہیں اُن کو دیکھ کر ہم لوگ دنگ ہیں جیسے اس کو کسی نے علم غیب پڑھا دیا ہو۔ گزشتہ سال سوکھا پڑا تھا اور اس نے دلدل میں بیج بوئے تھے ۔ دوسروں کی فصلیں غارت ہو گئیں مگر تمہارے کھلیان میں بالیوں کا انبار لگا ہوا تھا۔ اس سال کثرت سے بارش ہوئی ۔ اس نے فوراً پہاڑی پر کھیت بنا کر بیج بوئے ۔ ہم لوگوں کے کھیت سڑ گئے لیکن اُس نے کیسی عمدہ فصل تیار کی دیکھو دانے کتنے بڑے بڑے ہیں! (کچھ دانے ہاتھ میں لیکر تولتا ہے اور پھر اُن کو چباتا ہے)

کسان :-

(خالی پیمانہ لیئے ہوئے داخل ہوتا ہے) کہو پڑوسی کیسے ہو؟

ہمسایہ :-

سلام میں ابھی تمہارے مزدور سے کہہ رہا تھا کہ تم کو خوب معلوم رہتا کہ بیج کہاں بویا جائے ۔ ہر شخص تم پر رشک کرتا ہے اناج کے کیسے انبار لگے ہوئے ہیں! تم اس کو دس برس میں بھی کھا کر ختم نہ کر سکوگے ۔

کسان :-

یہ سب نکولاس[1] کی بدولت ہے (مزدور کی طرف اشارہ کرتا ہے) یہ اسی کی قسمت

---

[1] مزدور کا نام ۱۲

پارسال میں نے اس کو کھیت بونے کے لیے بھیجا تو اس نے دلدل میں بو دیا میں نے اس کو برا بھلا کہا مگر وہ میرے پیچھے پڑ گیا اور وہیں بونے پر مجبور کیا میں نے ایسا ہی کیا ہے اور اس میں میرا ہی فائدہ ہوا۔ اس سال بھی اس نے اندازہ لگا کر پہاڑی پر بویا۔

ہمسایہ :۔

گویا اس کو آنے والے موسم کا حال معلوم رہتا ہے۔ ہاں تمہارے پاس غلہ بہت کافی ہو گیا ہے (خاموشی) میں تم سے عاریتہً ایک بورا اناج مانگنے آیا ہوں میری اناج ختم ہو گئی۔ آیندہ سال میں واپس کر دوں گا۔

کسان :۔

شوق سے لے سکتے ہو۔

مزدور :۔

(کسان کا بازو دباتے ہوئے) مت دو۔

کسان :۔

بس زیادہ نہ بکو۔ ہاں تم لے سکتے ہو۔

ہمسایہ :۔

شکریہ۔ میں جا کر بورا لیتا آؤں۔

مزدور :۔

(علیحدہ) وہ اپنی پرانی روش پر قائم ہے۔ اسی طرح داد دہش کرتا رہتا ہے۔ میرا کہنا نہیں مانتا۔ اچھا ٹھہرو، وہ ابھی اپنی فیاضی چھوڑ دے گا۔

(ہمسایہ چلا جاتا ہے)

کسان :-

(بیٹھ کر) نیک لوگوں کو کیوں نہ چیزیں دی جائیں ؟

مزدور :-

دیدینا آسان ہے۔ واپس پانا دشوار ہے۔ تم جانتے ہو قرض دینا ایسا ہی جیسے کسی چیز کو پہاڑی پر سے نیچے ڈھکیلنا قرض کو وصول کرنا گویا اس چیز کو پہاڑی کے اوپر چڑھانا ہے۔ بڈھوں کا قول یہی ہے۔

کسان :-

کچھ پروا نہیں۔ ہمارے پاس غلہ کثرت سے ہے۔

مزدور :-

اس سے کیا ہوتا ہے ؟

کسان :-

ہمارے پاس اتنا ہے کہ تصرف آیندہ فصل تک بلکہ دو سال آگے تک گھٹ نہیں سکتا۔ ہم اتنا رکھ کر کیا کریں گے ؟

مزدور :-

میں بتاؤں کیا کرو ؟ میں اس اناج سے ایسی چیز بنا سکتا ہوں جو تمام عمر تم کو خوش رکھ سکتی ہے۔

کسان :-

کون سی ایسی چیز بناؤ گے۔

مزدور :- ایک قسم کا شربت ایسا شربت جو تم کو کمزور سے توانا بنا سکتا ہے۔ بھوک میں تسکین دے سکتا ہے۔ بے چینی کے وقت نیند بلا سکتا ہے۔ افسردگی کے عالم میں تم کو شگفتہ کر سکتا ہے اور خوف کی حالت میں ہمت دلا سکتا ہے میں ایسا شربت تیار کرنے والا ہوں۔

کسان :-

لغو!

مزدور :-

بیشک لغو! جب میں نے تم سے دلدلی میں اور پھر پہاڑی پر بونے کے لیئے کہا تھا اسوقت بھی تو لغو ہی تھا۔ تم اس وقت یقین نہیں کرتے تھے مگر اب تم کو معلوم ہو گیا۔ اسی طرح تم کو شربت کا حال بھی معلوم ہو جائے گا۔

کسان :-

لیکن آخر تم کس چیز سے اس کو بناؤ گے؟

مزدور :-

کیوں؟ انہیں دانوں سے۔

کسان :-

لیکن کیا یہ گناہ نہ ہوگا؟

مزدور :-

اور سنئے گناہ کیوں ہوگا؟ انسان کو جو کچھ ملا ہے وہ اس کی آسائش ہی کے لیئے ملا ہے۔

کسان :-

کیوں نک تم کو اتنی عقل کہاں سے ملی ؟ دیکھنے میں تو تم بہت معمولی آدمی معلوم ہوتے ہو اور بڑی محنت بھی کرتے ہو دو سال سے میں نے تمکو اپنے جوتے اتارتے بھی نہیں دیکھا ہے ۔ اس پر بھی تم کو بہت کچھ معلوم ہے آخر یہ سب کہاں سے سیکھا ؟

مزدور :-

میں نے دنیا بہت دیکھی ہے ۔

کسان :-

تو تم کہتے ہو کہ اس شربت سے ہمارے جسم میں قوت پیدا ہوگی ؟

مزدور :-

ٹھیرو خود تجربہ کر کے دیکھ لو کہ اس سے کیا فائدہ ہوتا ہے ۔

کسان :-

پھر اس کو کیسے بنایا جائے ؟

مزدور :-

جب تم ایک بار بنانا جان جاؤ گے تو کچھ مشکل نہیں ہوگی ۔ ہم کو اسوقت صرف ایک تانبے کے ٹکڑے اور دو لوہے کے برتنوں کی ضرورت ہوگی ؟

کسان :-

مزے میں یہ چیز کیسی ہوگی ؟

سلٹن بکر اسمس کا مخفف ۱۲

مزدور :- شہد کی طرح مٹھی جب ایک مرتبہ چکھ لوگے تو پھر کبھی اس کو چھوڑ نہیں سکوگے !

کسان :-

سچ کہتے ہو ؟ اچھا تو میں اپنے پڑوسی کے پاس جاتا ہوں - اس کے پاس تانبے کا ایک ٹکڑا تھا آؤ آزما کر دیکھیں -

چوتھا باب

(کھلیان میں ایک برتن آگ پر رکھا ہوا ہے۔ اس سے ملا ہوا ایک دوسرا برتن ہے جس کے نیچے ایک نلکی لگی ہوئی ہے)

مزدور :-

(ایک آبخورہ نلکی کے نیچے لگاتا ہے اور عرق کو چکھتا ہے) لو اب تیار ہو گیا۔

کسان :-

(اٹھ کر پاس بیٹھ کر غور کرتے ہوئے) کیسی انوکھی چیز ہے! اس میں سے پانی نکل رہا ہے اس پانی کو پہلے کیوں نکال رہے ہو۔

مزدور :-

یہ پانی نہیں ہے یہی تو اصل چیز ہے!۔

کسان :-

یہ اس قدر شفاف کیوں ہے میں تو سمجھا تھا کہ نارنج کی طرح یہ بھی پیلا ہوگا مگر یہ تو بالکل پانی کے رنگ کا ہے۔

مزدور :-

ذرا اس کو سونگھو۔

کسان :-

عجیب مہک ہے۔ مگر لاؤ زبان پر رکھ کر دیکھوں۔ لاؤ چکھوں۔

(مزدور کے ہاتھوں سے آبخورہ لینے کی کوشش کرتا ہی)

مزدور :-

دیکھو چھلکا نہ دینا (نلکی بند کر دیتا ہے اور اپنے ہونٹ چاٹتا ہے) ہاں اب بالکل تیار ہے لو پیو۔

کسان :-

(پہلے تھوڑا تھوڑا کر کے پیتا ہے پھر آبخورہ خالی کر کے واپس دیتا ہے) تھوڑا اور دو اس قدر کم مقدار سے کوئی صحیح رائے نہیں قائم کر سکتا۔

مزدور :-

(قہقہہ لگا کر) معلوم ہوتا ہے یہ چیز تمکو مرغوب ہو گئی (تھوڑا سا عرق اور ڈھالتا ہی)

کسان :-

(پی جاتا ہے) اب سمجھا کہ کیا چیز ہے! بیوی کو بھی آواز دو۔ مارتھا[1]۔ یہاں آؤ۔ دیکھو تیار ہو گئی۔!

(بیوی مع خورد سال لڑکی کے داخل ہوتی ہے)

---

[1] بیوی کا نام ۱۲

بیوی :- معاملہ کیا ہے؟ یہ غل کیوں مچا رکھا ہے۔

کسان :-

ذرا اس کو چکھ کر دیکھو تو - ہم لوگ یہ عرق کھینچ رہے تھے۔ ذرا سونگھو (آبجورہ اس کے ہاتھ میں دیتا ہے) کیسی مہک ہے۔

بیوی :-

اوہو۔

کسان :-

پیو!

بیوی :-

لیکن ممکن ہے اس سے کچھ نقصان ہو۔

کسان :-

پی بھی احمق!

بیوی :-

سچ تو۔ بڑی مزیدار ہے۔

کسان :-

(کسیقدر مست) بیشک مزیدار ہے - ذرا صبر کرو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ ناٹ کہتا ہے کہ یہ چیز انسان کی ہڈیوں سے ساری تکان دور کر دیتی ہے - جوان اس کو پی کر بڈھے ہو جاتے ہیں - نہیں نہیں توبہ! - بڈھے اس سے جوان ہو جاتے ہیں۔ مجھی کو دیکھو میں نے صرف دو آبجورے پیئے ہیں اور میری ہڈیوں کو ابھی سے آرام ہونے لگا (لڑکھڑاتا ہے)

تم خود بتاؤ - ابھی کیا ہے جب ہم لوگ اس کو روزانہ پیتے رہیں گے تو پھر جوان ہو جائیں گے ۔ ادھر آؤ ماریتھا (اسکو اپنی آغوش میں کھینچتا ہے)

بیوی :-

ہٹو تم کو اس نے پاگل بنا دیا ہے -

کسان :-

تم نے کہا تھا کہ نکما اور میں غلہ کو برباد کر رہا ہوں - دیکھتی ہو کیسی چیز تیار کی ہے - واہ یہ کس قدر مزیدار ہے - ہے کہ نہیں ؟

بیوی :-

بیشک بڑی اچھی چیز ہے اگر بڈھوں کو جوان کر دیتی ہے دیکھو تم کیسے شگفتہ معلوم ہونے لگے ہو میں بھی ایسا ہی محسوس کر رہی ہوں - اچھا آؤ میرا ساتھ دو - واہ ! - واہ !- (گاتی ہے)

کسان :-

ہاں - اب ٹھیک ہے - ہم سب پھر جوان ہو جائیں گے -

بیوی :- ساس کو بھی بلانا چاہیئے - کیونکہ وہ افسردہ رہتی ہے اور ہر وقت بڑبڑایا کرتی ہے - اس کو پھر قوت کی ضرورت ہے جب وہ جوان ہو جائے گی تو اس کی ترش مزاجی کم ہو جائے گی -

کسان :-

(سرشار) ہاں ماں کو بلاؤ اور دادا کو بھی - جاؤ مریم[1] نانی اور دادا کو بلا لاؤ اس سے

---

[1] لڑکی کا نام ۱۲

کہو کہ چولہا چھوڑ کر یہاں آئے۔ ہم اسکو از سرِ نو جوان بنا دیں گے۔ جلد جاؤ۔ ایک۔ دو۔ تین بس تیر کی طرح جاؤ۔ (لڑکی دوڑ کر جاتی ہے (بیوی سے مخاطب ہو کر) ایک آبخورہ اور (مزدور آبخورے بھر بھر کر دیتا ہے۔)

کسان :-

(پیتا ہے) پہلے تو زبان جوان ہوئی تھی۔ پھر اسکے بعد بازو میں اثر ہوا۔ اب پاؤں تک اثر پہنچ گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے پاؤں جوان ہو رہے ہیں۔ ان میں خود بخود حرکت شروع ہو گئی ہے (ناچنے لگتا ہے)

بیوی :-

(آبخورہ خالی کر کے) تک بشتیاک تم بڑے ہوشیار ہو۔ اچھا اب بجانا شروع کرو۔ مزدور ستار اٹھا کر بجانے لگتا ہے۔ کسان اور اس کی بیوی ناچتے ہیں)

مزدور :-

(سامنے ستار بجاتا ہے اور ان کو دیکھ دیکھ کر آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے۔ پھر وہ بجانا بند کر دیتا ہے مگر وہ دونوں ناچتے رہتے ہیں) اب اس روٹی کے ٹکڑے کا بدلہ تم سے لونگا۔ میرے دوست تم اب اس کا بدلہ دے چکے اب یہ لوگ کبھی اس بلا سے نکل نہیں سکتے میرے خیال کا جب جی چاہے آکر دیکھ لے اور اطمینان کر لے۔ (ایک بڈھی عورت اور ایک سفید مو مرد یعنی کسان کے دادا کا داخلہ)

دادا :-

یہ کیا ہو رہا ہے؟ پاگل تو نہیں ہو گئے ہو سب کام میں مصروف ہیں اور تم ناچ رہے ہو!

بیوی :-

(ناچتی ہے اور تالیاں بجاتی ہے) واہ! - واہ! (گاتی ہے) میں مانتی ہوں کہ یہ گناہ ہے لیکن گناہ سے صرف خدا بچا ہے -

بڑھی عورت :-

کمبخت ابھی چولہا صاف نہیں ہوا ہے اور یہاں تم لوگ ناچ رہے ہو - !

کسان :-

دیکھو یہاں کیا ہو رہا ہے - ہم بڈھوں کو جوان بنا سکتے ہیں، یہ لو ذرا اسکو پیو -

(آبجورہ پیش کرتا ہے)

بڑھی عورت :-

کنوئیں میں بہت کافی پانی ہے (اسکو سونگھ کر) مگر تم نے اس میں کیا ڈال دیا ہے؟ عجیب مہک ہے!

کسان :-

اس کو پیو تو -

بڑھی عورت :-

دہکتی ہے (لیکن کہیں اس سے کوئی مر نہ جائے؟

بیوی :-

یہ تم کو اور بھی جاندار بنا دے گی - تم پھر جوان ہو جاؤگی -

بڑھی عورت :-

(ست بکو! (پیتی ہے) مگر بڑی لذیذ - اور شربتوں سے کہیں اچھی ہے - لو بابا

تم بھی پیو۔

(دادا بیٹھ کر سر ہلاتا ہے۔)

مزدور :۔

اس کی فکر نہ کرو۔ مگر دادی کو البتہ دوسرا آبخورہ دو (بڈھی عورت کو پھر آبخورہ بھر کر دیتا ہے)

بڈھی عورت :۔

کاش اس سے کوئی نقصان نہ ہوتا۔ یا اللہ یہ تو جلن پیدا کر رہی ہے انگریسے بڑی عمدہ ۔

بیوی :۔

پی جاؤ! ابھی تمھاری رگ رگ میں ساری ہو جائے گی۔

بڈھی عورت :۔

دیکھوں (پی جاتی ہے)

بیوی :۔

پاؤں تک ابھی پہنچی یا نہیں ؟

بڈھی عورت :۔

سچ تو۔ سارے جسم میں دوڑ رہی ہے اب یہاں معلوم ہوتی ہے اور انسان اپنے کو بہت ہلکا محسوس کرتا ہے۔ لاؤ تھوڑی اور دو (پھر پیتی ہے) کیا خوب! اب میں بالکل جوان ہوں

کسان :۔

میں نے تو کہہ دیا تھا۔

بڑھی عورت :-

افسوس کہ میرا شوہر نہیں رہا ورنہ دیکھتا کہ میں پہلے کی طرح کیسی جوان ہوگئی ہوں۔

(مزدور ستار بجاتا ہے۔ کسان اور اسکی بیوی ناچتے ہیں)

بڑھی عورت :-

(درمیان میں آکر) تم اس کو ناچ کہتے ہو؟ اچھا میں تمکو ناچ کر بتاتی ہوں (ناچتی ہے) ناچنے کا طریقہ یہ ہے۔ اس طرح۔ اور پھر اس طرح۔ دیکھا۔

(دادا برتن کے پاس جاتا ہے اور نلکی کھولدیتا ہے سارا عرق بہنے لگتا ہے)

کسان :-

(یہ دیکھ کر دادا پر جھپٹتا ہے) بڈھے احمق یہ کیا کیا ایسی عمدہ چیز کو مٹی میں ملا دیا۔ ہٹ پاگل بڈھے! (اس کو دھکا دیکر الگ گرا دیتا ہے اور نلکی کے نیچے آبخورہ لگا دیتا ہے)

دادا :-

یہ کوئی اچھی چیز نہیں۔ نہایت خراب چیز ہے۔ خدا نے تمکو اچھی فصل دی تھی تاکہ تم خود کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ تم نے اناج سے شیطانوں کے پینے کی چیز تیار کی ہے۔ اس سے کچھ فائدہ ہونے والا نہیں ہے۔ اس کو چھوڑ دو ورنہ خود تباہ ہو جاؤ گے اور دوسروں کو بھی تباہ کر ڈالوگے۔ تم اس کو شربت سمجھتے ہو؟ یہ آگ ہے جو تم کو جلا کر خاک کر ڈالے گی (ایک جلتی ہوئی لکڑی لے کر گرتی ہوئی شراب پر رکھ دیتا ہے شراب جل اٹھتی ہے سب خوفزدہ ہو کر دیکھنے لگتے ہیں)

پانچواں باب

(جھونپڑی کا اندرونی حصہ۔ مزدور تنہا ہے۔ اسکے سینگ اور دُم نظر آرہی ہیں)

مزدور:۔

اب اناج کی بے انتہا کثرت ہو رہی ہے۔ رکھنے کی جگہ نہیں کسان کو اب شراب کی لت پڑ گئی ہے ہم لوگوں نے ابھی پھر کھینچکر تیار کی ہے اور ایک پیپے میں چھپا کر رکھ چھوڑا ہے۔ اب کسی کے ساتھ بے غرض سلوک نہیں کیا جائیگا جس سے کوئی کام نکلنے کی امید ہو گی اسی کے ساتھ سلوک کیا جائے گا۔ چنانچہ آج میں نے اس سے گاؤں کے نمائندوں کی دعوت کرنے کو کہا ہے تاکہ وہ آکر جائداد کو کسان اور اس کے دادا کے درمیان تقسیم کر دیں۔ وہ ساری جائداد کسان کو دیدینگے اور بڈھے کو کچھ نہ دینگے۔ آج میرے تین سال پورے ہو گئے اور میرا کام انجام پا گیا۔ سرخیل آکر خود دیکھ سکتا ہے۔ اب مجھے اس سے شرمندہ ہونا نہیں پڑے گا۔

(سرخیل تماشا گاہ کے پچھلے حصہ میں نظر آتا ہے)

سرخیل :- وقت پورا ہو گیا ۔ تمنے روٹی کے ٹکڑے والی غلطی کے بدلہ میں کچھ کیا نہیں ؟ میں نے کہدیا تھا کہ خود آکر دیکھوں گا ۔ تم نے کسان کو قابو میں کرنے کی کوئی صورت نکالی ؟

مزدور :-

اس کو اچھی طرح مغلوب کر لیا ہے ۔ آپ خود دیکھ لیجئے ۔ ابھی کچھ کسان یہاں جمع ہونگے ۔ چولھے میں چھپ جائیے اور دیکھ لیجئے کہ وہ کیا کرتے ہیں ۔ آپ کو پورا اطمینان ہو جائے گا ۔

سرخیل :-

(چولھے میں چھپ کر) دیکھوں !

کسان معہ چار چودھری کے آتا ہے ۔ اسکے پیچھے اس کی بیوی بھی آتی ہے سب حلقہ باندھکر بیٹھ جاتے ہیں ۔ بیوی کپڑا بچھا کر کچھ روٹیاں اور سالن نکالتی ہے بڈھے لوگ مزدور کو سلام کرتے ہیں ۔

پہلا چودھری :-

تم نے کچھ اور شراب کھینچی ؟

مزدور :-

جس قدر ضرورت تھی اس قدر کھینچ لی ہے ۔ ایسی قیمتی چیز کو بیکار کیوں برباد کیا جائے ۔

دوسرا چودھری :-

اس میں کچھ کامیابی بھی ہوئی ۔

مزدور :-

پہلے سے بہت بہتر ہے ۔

دوسرا چودھری :-
لیکن تم نے اس کو بنانا کہاں سیکھا ؟

مزدور :-
دنیا کی سیر کرنے سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے ۔

تیسرا چودھری :-
ہاں ! ہاں ! تم بڑے عالم ہو ۔
(بیوی شراب اور آبخورے لاتی ہے)

کسان :-
آپ لوگ کچھ اس میں سے پئیں ۔

(بیوی بوتل سے شراب ڈھالتی ہے)

بیوی :-
اس کو پی کر آپ ہم پر احسان کیجئے ۔ اور ہماری عزت بڑھائیے ۔

پہلا چودھری :-
(پیتے ہوئے) واہ ! کیسی مزیدار ہے ! جوڑ جوڑ میں سرائت کرجاتی ہے ۔ اس کو البتہ عمدہ شراب کہتے ہیں ۔
(اور تینوں چودھری بھی پیتے ہیں بسر خیل چپکے سے باہر آتا ہے مزدور اسکے پاس جا کر کھڑا ہو جاتا ہے)

مزدور :-
(سرخیل سے) اب ذرا دیکھئے گا کیا ہوتا ہے اس عورت کو پاؤں سے ٹھوکر لگا دیتا ہوں شراب چھلک جائے گی پہلے تو یہ کسان روٹی کے آخری ٹکڑے کے ضائع ہو جانے کی پروا نہیں

لاتا تھا مگر اب دیکھئے ایک آبخورہ شراب کے لیے کیا کرتا ہے ۔

لسان :۔

اچھا اچھا ایک ایک آبخورہ اور بھر کر دو پہلے ان کو پھر ان کو ۔

(بیوی آبخورہ بھر بھر کر حسب مراتب مہمانوں کو پیش کرتی ہے ۔ مزدور اس کو ٹھکرا دیتا ہے وہ لڑکھڑا جاتی ہے آبخورہ الٹ جاتا ہے)

بیوی :۔

یا اللہ ساری شراب گر گئی ہر وقت میرے راستے میں کیوں آجاتا ہے؟ خدا تجھے غارت کرے!

لسان :۔

(بیوی سے) کیسی پھوہڑ جانور ہے ۔ انگلیوں کے بجائے انگوٹھے ہی انگوٹھے ہیں اور اس پر سے دوسروں کو کوستی ہے کیسی نفیس شراب خاک میں ملا دی!

بیوی :۔

میں نے جان کر نہیں گرائی ہے ۔

لسان :۔

ضرور جان کر گرائی ہے ٹھہر میں ابھی بتاتا ہوں ۔ ابھی شراب چھلکانے کا مزہ چکھاتا ہوں (مزدور) اور تو کمبخت یہاں کیوں منڈلا رہا ہے؟ جہنم میں جا!

(بیوی پھر آبخورہ بھر بھر کر دینا شروع کرتی ہے)

مزدور :۔

(اپنے مشغلے کے پاس واپس جاتا ہے) آپ نے ملاحظہ کیا؟ پہلے اسکو روٹی کی

بھی پرواہ نہ تھی۔ اب ایک آبخورہ شراب کے لیے بیوی کو مارتے مارتے رہ گیا اور مجھے آپ کے پاس جہنم میں بھیجدیا۔

سرخیل :۔

بہت خوب ہے میں مطمئن ہو گیا۔

مزدور :۔

ابھی کیا ہے! جب یہ لوگ بوتل خالی کر چکیں گے اس وقت دیکھیئے گا۔ ابھی تو وہ آپس میں سیدھی سیدھی باتیں کر رہے ہیں ابھی لومڑیوں کی طرح ایک دوسرے کی خوشامد کرنا شروع کر دیں گے۔

کسان :۔

اچھا یارو، میرے معاملہ میں کیا رائے دیتے ہو؟ دادا اتبک میرے ساتھ رہتے تھے اور میں ان کے کھانے پینے کا بار برداشت کرتا رہا۔ اب وہ میرے چچا کے وہاں جاکر رہنے لگے ہیں اور اپنی جائداد کے چچا کے نام لکھنا چاہتے ہیں۔ تم لوگ عقلمند ہو اس بات پر اچھی طرح غور کرو۔ ہم کو اپنے سے زیادہ تم پر بھروسہ ہے۔ تمام گاؤں والے تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مثلاً اُن کو دیکھیئے (پہلے چودھری کی طرف اشارہ کرکے) ہر شخص کہتا ہے کہ یہ سب سے اول مرتبہ رکھتے ہیں اور میں تو صاف صاف کہوں گا۔ کہ میں ان کو ماں باپ سے زیادہ چاہتا ہوں اور دوسرے چودھری کی طرف اشارہ کرکے) یہ تو ہمارے پرانے دوست ہیں۔

پہلا چودھری :۔

(کسان سے) اچھے آدمیوں سے باتیں کرنے میں لطف آتا ہے عقل سیکھنے کا طریقہ یہی ہے۔

تم بھی ایسے آدمیوں میں سے ہو کہ کوئی تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

دوسرا چودھری :-

میں تو ان کو عقلمند اور محبت کرنے والا آدمی سمجھتا ہوں۔

تیسرا چودھری :-

مجھے تمہارے ساتھ بڑی محبت ہے میں اس کا اظہار نہیں کر سکتا آج ہی اپنی بیوی سے تمہاری بابت باتیں کر رہا تھا۔

چوتھا چودھری :-

یہ واقعی اچھے دوست ہیں۔

فرزند :-

(مہر علی کو مخاطب کرکے) آپ خوش رہتے ہیں؟ سب جھوٹ! پیٹھ پیچھے سب ایک دوسرے کو گالیاں دیتے رہتے ہیں۔ مگر اس وقت کیسی گاڑھی چھن رہی ہے۔ گویا لومڑیاں مارے محبت کے دم ہلا رہی ہوں۔ اور یہ سب اسی شراب کا نتیجہ ہے۔

مہر علی :-

واقعی یہ بڑی اچھی شراب ہے۔ اگر یہ لوگ اسی طرح جھوٹ بولتے رہے تو بہت جلد ہمارے غلام ہو جائیں گے۔ بہت خوب میں بہت خوش ہوں۔

فرزند :-

ابھی ٹھہریئے۔ جب یہ دوسری بوتل ختم کرلیں تو تماشا دیکھئے۔

بیوی :-

(آبخوروں کا دور کرتی ہے) ایک ایک آبخورہ اور۔

پہلا چودھری :-
کہیں بہت زیادہ نہ ہو جائے ؟ خدا تم لوگوں کو زندہ رکھے ۔ دی جاتا ہے) اچھے
لوگوں کے ساتھ شراب پینے میں بڑا مزا آتا ہے ۔

دوسرا چودھری :-
ایسے موقعوں پہ کوئی بغیر پئے کیسے رہ سکتا ہے ۔ خدا سلامت رکھے ۔

تیسرا چودھری :-
اللہ ہمارے دوستوں کو خوش رکھے !

چوتھا چودھری :-
یہ البتہ نفیس شراب ہے ! آؤ خوشیاں منائیں گھبراتا نہیں ہم تمھاری خواہش کے
مطابق سب کچھ طے کریں گے کل اختیار تو میرے ہاتھ میں ہے !

پہلا چودھری :-
تمھارے ہاتھ میں ؟ نہیں ہرگز نہیں تمھارے بزرگوں کے ہاتھ میں ہے ۔

چوتھا چودھری :-
میرے بزرگ مجھ سے زیادہ کربے وقوف ہیں ۔ دور ہو !

دوسرا چودھری :-
یہ کیا جھگڑا ہے ؟ احمق !

تیسرا چودھری :-
وہ سچ کہتا ہے اس نے بے غرض ہماری دعوت نہیں کی ہے اس کی اپنی غرض
وابستہ ہے معاملہ یونہی طے ہو سکتا ہے ہماری دعوت کے مصارف برداشت کرنا تمھارا

کام ہے۔ تمکو ہماری تعظیم کرنی چاہیئے۔ تمھاری غرض ہم سے ہے نہ ہماری غرض تم سے
سُنا سور کے بچے!۔

کسان :-

کیوں سور کیا چیخ رہا ہے! مجھے دھمکانا چاہتا ہے۔ تم سب کھانے کے بندے ہو۔

پہلا چودھری :-

تجھ کو بڑا غرّہ ہے! دیکھ ابھی تیری ناک مروڑ کر رکھدیتا ہوں۔

کسان :-

دیکھوں کون کس کی ناک مروڑتا ہے۔

دوسرا چودھری :-

تم اپنے کو بڑی چیز سمجھتے ہو! جہنم میں جاؤ! میں تم سے بات نہیں کرتا میں ابھی چلا
جاتا ہوں۔

کسان :-

(اس کو پکڑ لیتا ہے) کیا تم پنچایت چھوڑکر چلے جاؤگے؟

دوسرا چودھری :-

چھوڑو نہیں تو میں دہائی دیتا ہوں۔

کسان :-

میں نہیں چھوڑونگا۔ تم کو حق کیا تھا کہ ....؟

دوسرا چودھری :-

یہ حق تھا! (کسانوں کو مارتا ہے)

کسان

(چودھریوں سے) دوڑو! بچاؤ!

(سب ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور ایک زبان ہو کر بولنے لگتے ہیں)

پہلا چودھری:—
بس ہو چکا! اب رنگ رلیاں ہوں!

دوسرا چودھری:—
میں کل معاملہ طے کر سکتا ہوں!

تیسرا چودھری
کچھ اور پلاؤ—

کسان:—
دوسری بوتل لاؤ!—

(سب پھر دسترخوان پر بیٹھ جاتے ہیں اور شراب پینے لگتے ہیں)

مزدور:—
(مشعل سے) آپ نے ملاحظہ کیا؟ اب ان کی رگوں میں بھیڑیوں کا خون دوڑنے لگا ہے اور سب بھیڑیوں کی طرح خونخوار ہو گئے ہیں!—

مشعل:—
بڑی اچھی شراب ہے بیٹا میں تم سے بہت خوش ہوا ہوں!

مزدور:—
تیسری بوتل کے بعد اور لطف بڑھ جائے گا—دیکھتے رہیے!

چھٹا باب

گاؤں کی ایک گلی۔ داہنی طرف لکڑی کے ایک لٹھے پہ چند بڈھی عورتیں دادا کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہیں۔ بیچ میں عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کا ایک جھرمٹ ہے گانا بجانا ہو رہا ہے جھونپڑی کے اندر سے شرابیوں کا شور وغل سنائی دے رہا ہے۔ ایک بڈھا آدمی نشہ میں چور جھونپڑی سے باہر نکل کر چلانے لگتا ہے۔ کسان بھی اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے اور پلو پکڑ کر پھر اندر لیجاتا ہے۔

دادا :-

یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے! ہفتہ بھر کی مشقت کے بعد اتوار کو چاہئے کہ انسان نہا دھو کر ٹھنڈا آرام کرے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ جی بہلائے یا باہر جا کر سن رسیدہ اور برگزیدہ لوگوں سے مذہبی باتیں سیکھے یا اگر ابھی کم عمر ہے تو کوئی سلیقہ کا کھیل کھیلے۔ دیکھو بچوں کا کھیل کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے (اندر سے شور سنائی دیتا ہے) لیکن یہ بھی زندگی ہے یہ تو انسان کو گمراہ کر دیتی ہے شیطان اس سے خوش ہوتا ہے اور خرابیاں صرف عیش اور بے فکری کی زندگی سے پیدا ہوتی ہیں!

(شرابی لڑکھڑاتے ہوئے جھونپڑی سے باہر نکلتے ہیں۔ شور وغل مچاتے ہیں اور لڑکیوں کو پکڑ کر کھینچتے ہیں)

لڑکیاں :-

چھوڑ دو! اس کے کیا معنی ؟

لڑکے :-

آؤ دوسری گلی میں چلیں۔ یہاں ہم لوگ کھیل نہیں سکتے۔

(سب کھیلتے ہوئے دوسری طرف جاتے ہیں)

کسان :-

(دادا کے پاس جاکر) اب تم کیا کروگے؟ چودھری ساری جائداد مجھ کو دیدیں گے

(دادا کو انگلیوں سے چڑھاتا ہے) تم کو کچھ نہیں ملے گا۔ اب بولو! ساری جائداد میری ہے

تمھاری ایک کوڑی نہیں! خود ان چودھریوں سے پوچھ لو۔

(سب چودھری ایک ساتھ بولتے ہیں۔)

پہلا چودھری :-

میں خوب جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں کیا کرنا چاہیئے!

دوسرا چودھری :-

سب کو کان دھر کر میرا فیصلہ سننا چاہیئے۔

تیسرا چودھری :-

دوست! عزیز دوست! جان سے عزیز دوست!

چوتھا چودھری :۔ اچھا ہو چکا! اب ادھر آؤ!

چودھری ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر دو دو کی ٹولی میں ناچتے ہیں۔ کسان جھونپڑی کی طرف جانا چاہتا ہے لیکن راستہ ہی میں لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے اور بے معنی الفاظ بکنے لگتا ہے۔ اس کی حلق سے سوروں کی سی آواز نکل رہی ہے۔ دادا اور اس کے ساتھی اُٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ مزدور اور سرخیل داخل ہوتے ہیں۔

مزدور :۔

دیکھا؟ اب ان میں سُور کا خون جوش کھا رہا ہے اور اب یہ بھیڑیئے سے سور بن گئے ہیں (کسان کی طرف اشارہ کر کے) دیکھئے کیچڑ میں پڑا سور کی طرح کیسا چیخ رہا ہے۔!

سرخیل :۔

تم کو بڑی کامیابی ہوئی ہے! پہلے یہ لوگ لومڑیوں کی طرح تھے۔ پھر بھیڑیوں کی طرح ہو گئے اور اب سور کی طرح ہو گئے۔ یہ البتہ شراب ہے! مگر یہ تو بتاؤ تم نے اس کو تیار کیسے کیا تھا؟ میں سمجھتا ہوں کہ لومڑیوں بھیڑیوں اور سوروں کے خون کو باہم ملا کر بنایا گیا ہوگا؟

مزدور :۔

نہیں! میں نے اسکے لیئے صرف کثرت سے اناج مہیا کر دیا۔ جب تک اسکے پاس صرف اتنا تھا کہ اس کی ضرورتوں کو پورا کرتا رہے اس وقت تک اس کو اپنی روٹی کی بھی پروانہ تھی مگر جب ضرورت سے زیادہ ہونے لگا تو لومڑیوں۔ بھیڑیوں اور سوروں کا خون اس کی رگوں میں جوش کھانے لگا۔ بہیمیت کا عنصر اس میں ہمیشہ سے موجود تھا۔

البتہ اب تک غلبہ نہ پاسکا تھا۔

سرخیل:۔

شاباش! تم بڑے کام کے آدمی ہو۔ اب روٹی کے ٹکڑے والی غلطی کا کفارہ ہوگیا۔ اگر یہ اسی طرح شراب پیتے رہے تو ہمارے غلام ہو کر رہ جائیں گے۔
